ADVANCE SOCIAL SCIENCE ARCHIVE JOURNAL
Available Online: https://assajournal.com
Vol. 04 No. 01. July-September 2025.Page#.1912-1920
Print ISSN: 3006-2497 Online ISSN: 3006-2500
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

The Concept of 'Uli al-Amr' in Surah An-Nisa: A Research Study of Interpretive Opinions among Mufassirun

"سورۃ النساء میں " أُولِي الْأَمْرِ "کا مفہوم: مفسرین کے درمیان تفسیری آراء کا تحقیقی مطالعہ "

Syed Zain ul Abideen Nadeem
PhD Scholar Riphah International University Islamabad,
sznadeem24@gmail.com
Izharullah Chishti
PhD Scholar Riphah International University Islamabad
Izharchsabri786@gmail.com

ABSTRACT

This research paper endeavors to delve into the profound significance of "Alool Amr" within the realm of classical and contemporary Tafseer literature, employing a methodology rooted in historical and contextual analysis. The central focus of this study is to explore the evolving interpretations of "Alool Amr"a Quranic term mentioned notably in Surah An-Nisa (4:59) by examining both pre-modern and modern exegetical perspectives. By tracing the development of interpretations across various centuries and schools of thought, this research highlights how political, social, and theological contexts have shaped and reshaped the understanding of this pivotal concept. The study analyzes how renowned scholars such as Al-Tabari, Al-Razi, Ibn Kathir, and modern commentators have approached the term, and how differing views on authority religious or political have influenced these interpretations. The chosen methodology involves a comparative historical approach, investigating not only the textual meanings but also the socio-religious implications attributed to "Alool Amr". This method allows for a layered understanding of the term's exegetical significance, as well as its application and relevance within different Islamic thought paradigms. Ultimately, the paper seeks to offer a comprehensive insight into the multi-dimensional nature of authority in Islam, as understood through the lens of Tafseer literature, thereby contributing to the broader discourse on Quranic hermeneutics and Islamic governance.

Keywords: *Exegetical Approach, Alool Amr, Tafseer Literature, Historical Analysis, Contextual Significance.*

تعارف:

یہ تحقیقی مقالہ اصول تفسیر کی روشنی دائرے میں "اولوا الامر" کی گہری اہمیت کو جاننے کی کوشش کرتا ہے، اور مختلف تاریخی پس منظر میں مفسرین کا آراء کو زکر کرتے ہوئے۔ جدید اور ما قبل جدید کی تشریحات پر توجہ دلانا ہے، اس مطالعہ کا مقصد "اولوا الامر" کے باریک معنی اور سیاق وسباق کی مناسبت کو روشن کرنا ہے۔

منتخب کردہ طریقہ کار میں ایک تاریخی نقطہ نظر شامل ہے، جس میں اس بات کی تحقیق کی جاتی ہے کہ وقت کے ساتھ ساتھ "الولا امر" کی تشریحات کیسے تیار ہوئی ہیں اور ان کے مخصوص سیاق وسباق نے مفسرین نے کیسے اس کی تشریح کرکے عامہ الناس کو مستفید کیا۔

یہاں کوشش کی جائے گی کہ ان آراء کو یک جا کر کے ایک مسودہ کی شکل ترتیب دی جائے تاکہ قاری بآسانی "الوالامر" سے متعلق مختلف تفاسیر کو دیکھ کر اس کی اہمیت اور ضرورت کو سمجھتے ہوئے حقیقت سے آشنا ہو سکے۔

اس طریقہ کار کو بروئے کار لا کر، مقالہ مختلف تفسیری فریم ورک کے اندر "اولولامر" سے منسوب اہمیت اور مضمرات کی تہوں کو تلاش کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

قرآن کریم اور رشد وہدایت

قران کریم نے جہاں نوع انسانی کو دیگر بہت سے حقائق سے آشنا کروایا ٹھیک اسی طرح یہاں اس آیت کریمہ میں جو لوگ حاکم ہیں، قاضی ہیں یا کسی ایسے عہدہ پر فائز ہیں کہ ان کا امر سے عام لوگوں پر اثر پڑتا ہے ایسی صورت میں حاکم کے لیے کیا احکامات ہیں اور رعایا کے لیے کس طرح ان کی فرمانبر داری اور اتباع لازم ہے۔

اس لیے ضروری ہے کہ پہلے اس آیت کا ترجمہ اور اس سے متعلق پس منظر کو ذکر کیا جائے اور بعد میں مختلف تفاسیر کو زیر بحث لایا جائے گا۔

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ أَطِيعُواْ اللّهَ وَأَطِيعُواْ الرَّسُولَ وَأُوْلِي الأَمْرِ مِنكُمْ فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللّهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلاً"([1])-

" اے ایمان والو! فرمانبر داری کرو اللہ کی اور فرنبر داری کرو رسول کی، اور ان لوگوں کی فرمانبر داری کرو جو اولوالامر ہیں تم میں سے، پس اگر تم آپس میں کسی چیز کے بارے میں جھگڑنے لگو تو اس کو لوٹا دو اللہ کی طرف اور رسول کی طرف، اگر تم اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہو، یہ بہتر ہے اور انجام کے اعتبار سے بہت خوب تر ہے"۔

آیت کا سبب نزول:

علامہ واحدی نے اسباب النزول ص 152 میں اور علامہ آلوسی نے روح المعانی ص 65 ج 5 میں یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فوجی دستہ کا امیر بنا کر بھیجا ان کی زیر امارت حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ انہوں نے حضرت خالد بن ولید سے اجازت لیے بغیر ایک شخص کو امان دے دی، حضرت خالد بن ولید نے اس پر ناگواری کا اظہار فرمایا اور ان سے کہا کہ میری اجازت کے بغیر تم نے کیوں امان دی۔ اس میں دونوں میں تلخی پیدا ہو گئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں معاملہ پیش ہوا تو آپ نے عمار کی امان کو نافذ کر دیا اور ان سے فرمایا کہ آئندہ امیر سے رائے لیے بغیر کسی کو امان نہ دینا۔

اس آیت کریمہ میں اگر میں غور کریں تو معلوم ہوتا ہے اللہ نے اپنی بھی اطاعت کا حکم دیا ہے اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا حکم دیا ہے نیز اسی طرح اولوالامر کی فرمانبرداری کا حکم دیا ہے اور ساتھ یہ بھی فرمایا کہ جب تم میں کسی چیز میں اختلاف پیدا ہو جائے تو اس معاملہ کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کرف لوٹا دو اور جو حکم اور فیصلہ وہاں سے صادر ہو اس کو قبول کر لو اور اس پر راضی ہو جاؤ۔

اور ساتھ اس آیت کریمہ میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے ساتھ ساتھ الوالامر کی اطاعت کا حکم دیتے ہوا کہا کہ تم میں سے جو لوگ حاکم ہیں، اہل علم ہیں، خلیفہ ہیں اس کا بھی حکم ماننا لازم ہے تاکہ امت کا شیرازہ مجتمع رہ سکے وگرنہ امت جو ہے انتشار کا شکار ہو جائے گی۔ اگر جماعت اپنی اپنی رائے اور موقف پر زور دیتے ہوئے راہ نکالے گی تو مسلمانوں کی وحدت قائم نہیں رہ سکے گی اور اس سے تنازع اور جدال کی بہت سی صورتیں معرض وجود میں آئیں گی اس کی یہ امت متحمل بھی نہیں اور شرعی حکم بھی نہیں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر تم پر ایسا شخص امیر بنا دیا جائے جس کے ناک، کان کٹے ہوئے ہوں اور وہ تم کو اللہ کی کتاب کے مطابق چلاتا ہو تو اس کی بات سنو اور اطاعت کرو[2]۔

اس سے معلوم ہوا کہ جو امیر ہوں ان کی اطاعت لازم ہے لیکن انہی امور میں اطاعت واجب ہے جو شریعت کے خلاف نہ ہوں، کیونکہ اگر وہ معصیت اور گناہ کا حکم دے رہے تو میں ان کی فرنبر داری نہیں ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنھما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان آدمی پر بات سننا اور فرمانبر داری کرنا واجب ہے دل چاہے یا نہ چاہے جب تک کہ گناہ کا حکم نہ دیا جائے۔ سو جب گناہ کا حکم دیا گیا تو کوئی بات سننا نہیں اور کوئی فرمانبر داری نہیں[3]۔

اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشاد فرمایا کہ گنہگاری میں کوئی فرمانبر داری نہیں[4]۔

اس سے ہمیں معلوم ہوا کہ امراء کی، خلفاء کی فرمانبر داری گناہ کے کاموں میں لازم نہیں، اور امراء اور خلیفہ وقت کو یہ خیال ہوتا ہے کہ عوام اور خواص جتنے ہیں سب ہماری اطاعت کریں ان پر لازم ہے کہ ہماری بات کو مانیں لیکن خود یہ نہیں سوچتے کہ جن چیزوں سے متعلق وہ حکم دے رہے کیا وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نہ فرمانی کے تو نہیں۔ خود بھی نہ فرمانی کے احکام دے کر گناہگار تو ہوتے ہیں ساتھ ہی ماتحتوں کو بھی نافرمانی پر زور دینا جرم عظیم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے واضح رہنمائی ملتی ہے کہ اللہ کی نافرمانی میں کسی کی فرمانبر داری نہیں۔

اولوالامر سے مراد کون لوگ ہیں؟

اس کے بارے میں مفسرین کے مختلف اقوال پیش خدمت ہیں:

تفسیر قرطبی میں ہے: اولو الامر سے مراد اہل قرآن اور اہل علم ہیں، یہی قول امام مالک کا مختار ہے اور یہی ضحاک کا قول ہے، اس سے مراد ہیں فقہاء اور علماء دین۔ مجاہد سے حکایت ہے کہ اس سے مراد خالص حضرت محمد ﷺ کے اصحاب ہیں[5] اور عکرمہ سے حکایت ہے کہ یہ خاص حضرت ابو بکر وحضرت عمرؓ کی طرف اشارہ ہے[6]، سفیان بن عیینہ نے حکم بن اہان سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے عکرمہ سے امھات الاولاد کے بارے میں پوچھا: عکرمہؓ نے کہا: وہ آزاد ہیں، میں نے کہا: کس چیز سے؟ انہوں نے کہا: قرآن سے، میں نے کہا: قرآن میں کس آیت سے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (آیت) " **اطیعوا الله واطیعوا الرسول واولی الامر منکم**[7] "۔ اور حضرت عمر الی الامر میں سے تھے، حضرت عمرؓ نے فرمایا: ام الولد آزاد ہوگئی اگرچہ بچہ گرا دے اس کا تفصیلی بیان سورۃ الحشر میں ہے: "**وما اتکم الرسول فخذوه**[8] "۔ الخ، ابن کیسان نے کہا: اس سے مراد عقل والے اور اہل الرائے ہیں جو لوگوں کے معاملات کی تدبیر کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں: ان اقوال میں صحیح ترین قول پہلا اور دوسرا ہے، پہلا قول اس لیے کہ اہل قرآن سے امر کی اصل ہے اور حکم ان کی طرف لوٹتا ہے، صحیحین میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے، فرمایا: (آیت) " **یایها الذین امنوا اطیعوا الله واطیعوا الرسول واولی الامر منکم** "۔ کا ارشاد حضرت عبد اللہ بن حذافہ بن قیس بن عدی السہمی کے بارے نازل ہوا جب نبی مکرم ﷺ نے ایک سریۃ (چھوٹا سا لشکر) میں اسے امیر بنا کر بھیجا۔ اور رہا دوسرا قول تو اس کی صحت پر یہ ارشاد دلالت کرتا ہے۔ (آیت) " **فان تنازعتم فی شیء فردوه الی الله والرسول**[9] "۔ اللہ تعالیٰ نے متنازع فیہ معاملہ کو کتاب اللہ اور نبی مکرم ﷺ کی سنت کی طرف لوٹانے کا حکم دیا ہے اور علماء کے علاوہ کسی کو کتاب وسنت کی طرف لوٹانے کی طاقت نہیں[10]۔

امام ابو بکر الجصاص احکام القرآن میں فرماتے ہیں: اولی الامر کی تاویل میں اختلاف رائے ہے حضرت جابر بن عبد اللہ حضرت ابن عباس، ایک روایت کے مطابق حسن، عطاء اور مجاہد سے مروی ہے کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو فقہ یعنی دین کی سمجھ اور علم رکھنے والے ہوں۔ حضرت ابن عباس (ایک اور

روایت کے مطابق)اور حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے اس سے مراد جہاد پر جانے والے فوجی دستوں کے سالار ہیں یہ بھی درست ہے کہ آیت میں یہ تمام لوگ مراد ہوں کیونکہ اولی الامر کا اسم ان سب کو شامل ہے۔ امرائے جیوش شکروں اور فوجی دستوں اور دشمن سے حرب وضرب کی تدابیر سے تعلق رکھنے والے معاملات کے نگران اور ذمہ دار ہوتے ہیں جبکہ علمائے شریعت کی حفاظت اور معاملات وامور کے جواز اور عدم جواز کی پاسبانی کے فرائض سرانجام دیتے ہیں۔ اس لیے لوگوں کو امراء اور حکام کی اس وقت تک اطاعت کا حکم دیا گیا اور ان کی بات ماننے کے لیے کہا گیا جب تک وہ عدل وانصاف سے کام لیتے رہیں، رہ گئے علماء تو وہ عادل ہوتے ہیں ان کی شخصیتیں پسندیدہ ہوتی ہیں اور جو کچھ وہ لوگوں کو بتاتے اور جو کچھ کرتے ہیں اس میں ان کی دین داری اور دیانت داری پر لوگوں کو پورا بھروسا ہوتا ہے۔ یہ بات اس قول باری کی نظیر ہے **"فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لاتعلمون[11]"** اگر تم نہیں جانتے تو اہل علم سے پوچھو۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ اس جگہ اولی الامر سے امراء یعنی ارباب بست وکشاد مراد لینا زیادہ واضح ہو گا، کیونکہ اس سے پہلے انصاف کے ساتھ فیصلہ کرنے کا دن گزر چکا ہے یہ ان لوگوں کو خطاب ہے جو احکام و قوانین کی تنفید کے ذمہ دار ہیں، یعنی حکام اور قضاۃ اس پر اولوالامر کی اطاعت کے حکم کو عطف کیا گیا ہے۔ اس سے یہ ظاہر ہو گیا کہ اولوالامر سے مراد وہ ارباب بست کشاد ہیں جو لوگوں پر حکومت کرتے ہیں جب تک یہ انصاف پر قائم رہیں اور لوگوں کی نظروں میں پسندیدہ رہیں۔ ان کی اطاعت ضروری ہے لیکن اس میں کوئی امتناع نہیں کہ اولوالامر کے دونوں طبقوں یعنی فوجی دستوں کے امراء اور علماء کی اطاعت اور فرمانبر داری کا اس آیت میں حکم دیا گیا ہو۔ کیونکہ انصاف کے ساتھ فیصلہ کرنے کے حکم کا پہلے گزر جانا اس بات کی موجب نہیں ہے کہ اولی الامر کی اطاعت کے حکم کو صرف امراء تک محدود کر دیا جائے کسی اور کو اس میں شامل نہ کیا جائے جبکہ حضور سے یہ مروی ہے کہ آپ نے فرمایا **"من اطاع امیری فقد اطاعنی[12]"** جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی اطاعت کی اس نے گویا میری اطاعت کی[13]۔

امین احسن اصلاحی تدبر القرآن میں فرماتے ہیں: اولوالامر سے مراد: اولوالامر سے مراد اسلامی معاشرے کے ارباب حل و عقد، ذمہ دار اور سربراہ کار ہیں۔ عاشرے کے حالات کے لحاظ سے اس کے مصداق ارباب علم وبصیرت بھی ہوسکتے ہیں اور ارباب اقتدار وسیاست بھی۔ جو لوگ بھی اس پوزیشن میں ہوں کہ عوام کی سربراہی کر سکیں وہ اس لفظ کے مصداق ہیں۔ اگر امام و خلیفہ موجود ہو تو وہ اور اس کے حکام اولوالامر ہیں اور اگر یہ موجود نہ ہوں تو جماعت کے اندر جو معاملہ فہم اور صاحب بصیرت ہوں وہ اس سے مراد ہوں گے۔ اسی سورۃ میں ایک اور مقام میں بھی یہ لفظ استعمال ہوا ہے۔ **"واذا جاءهم امر من الامن او الخوف اذاگوه به ولو ردوه الى الرسول والى اولى الامر منهم لعلمه الذين يستنبطونه منهم [14]**: اور جب ان کو امن یا خطرے کی کوئی خبر ملتی ہے اس کو لے اڑتے ہیں حالانکہ اگر وہ اس کو رسول اور اپنے اولوالامر کے سامنے پیش کرتے تو جو لوگ بات کی تہ کو پہنچنے والے ہیں وہ صورت معاملہ کو سمجھ لیتے[15]"۔

تفسیر مظہری میں ہے: اولی الامر کا لفظ فقہاء علماء اور مشائخ کو بدرجۂ اولی شامل ہے کیونکہ یہی گروہ انبیاء کا وارث ہے اور خدا اور سول کے احکام کا امین ہے۔ ابن جریر اور حاکم وغیرہ نے حضرت ابن عباسؓ کا قول نقل کیا ہے کہ اولی الامر ہیں فقہ اور دین والے۔ دوسری روایت میں ہے اولی الامر ہیں اہل علم۔ ابن ابی شیبہ اور حاکم وغیرہ نے بھی اسی طرح حضرت ابن عباسؓ کا قول نقل کیا ہے۔ ابوالعالیہ اور مجاہد کی روایت بھی اسی طرح ہے اور اللہ نے خود ہی فرمایا ہے: **وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِى الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ[16]**۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا (تمام) لوگ تمہارے پیرو ہیں اور بہت سے لوگ دنیا کے کناروں سے تمہارے پاس دین کے مسائل سمجھنے کے لئے آئیں گے۔ رواہ الترمذی عن ابی سعید الخذری۔ واللہ اعلم[17]۔

تفہیم القرآن میں سید ابو الاعلی مودودی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اولی الامر" کے مفہوم میں وہ سب لوگ شامل ہیں جو مسلمانوں کے اجتماعی معاملات کے سربراہ کار ہوں، خواہ وہ ذہنی وفکری رہنمائی کرنے والے علماء ہوں، یا سیاسی رہنمائی کرنے والے لیڈر، یا ملکی انتظام کرنے والے حکام، یا عدالتی فیصلے کرنے والے جج، یا تمدنی و معاشرتی امور میں قبیلوں اور بستیوں اور محلوں کی سربراہی کرنے والے شیوخ اور سردار۔ غرض جو جس حیثیت سے بھی مسلمانوں کا صاحب امر ہے وہ اطاعت کا مستحق ہے، اور اس سے نزاع کر کے مسلمانوں کی اجتماعی زندگی میں خلل ڈالنا درست نہیں ہے۔ بشرطیکہ وہ خود مسلمانوں کے گروہ میں سے ہو، اور خدا اور رسول کا مطیع ہو۔ یہ دونوں شرطیں اس اطاعت کے لیے لازمی شرطیں ہیں اور یہ نہ صرف آیت مذکورہ صدر میں صاف طور پر درج ہیں، بلکہ حدیث میں نبی ﷺ نے ان کو پوری شرح و بسط کے ساتھ بیان فرما دیا ہے۔ مثلاً حسب ذیل احادیث ملاحظہ ہوں **السمع والطاعۃ المرء المسلم فی ما احب و کرہ مالم یؤمر بمعصیۃ فاذا امر بمعصیۃ فلا سمع ولا طاعۃ**[18]۔ مسلمان کو لازم ہے کہ اپنے اولی الامر کی بات سنے اور مانے خواہ اسے پسند ہو یا ناپسند، تاوقتیکہ اسے معصیت کا حکم نہ دیا جائے۔ اور جب اسے معصیت کا حکم دیا جائے تو پھر اسے نہ کچھ سننا چاہیے نہ ماننا چاہیے۔ **لا طاعۃ فی معصیۃ انما الطاعۃ فی المعروف**[19]۔ خدا اور رسول کی نافرمانی میں کوئی اطاعت نہیں ہے۔ اطاعت جو کچھ بھی ہے "معروف" میں ہے۔ **یکون علیکم امراء تعرفون و تنکرون فمن انکر فقد بری و من کرہ فقد سم ولکن من رضی و تابع فقالوا افلا نقاتلھم ؟ قال لا ما صلّوا**[20]۔ (مسلم) حضور ﷺ نے فرمایا تم پر ایسے لوگ بھی حکومت کریں گے جن کی بعض باتوں کو تم معروف پاؤ گے اور بعض کو منکر۔ تو جس نے ان کے منکرات پر اظہار ناراضی کیا وہ بری الذمہ ہوا۔ اور جس نے ان کو ناپسند کیا وہ بھی بچ گیا۔ مگر جو ان پر راضی ہوا اور پیروی کرنے لگا وہ ماخوذ ہو گا۔ صحابہ نے پوچھا، پھر جب ایسے حکام کا دور آئے تو کیا ہم ان سے جنگ نہ کریں، آپ ﷺ نے فرمایا نہیں جب تک کہ وہ نماز پڑھتے رہیں[21]۔

اولوالامر کی تفصیل علماء تشیع کی نظر میں

تمام شیعہ مفسرین اس بات پر متفق ہیں کہ اولوالامر سے مراد "ائمہ معصومین علیہم السلام" ہیں جن کو خدا اور رسول کی طرف سے اسلامی معاشرے میں مادی اور معنوی رہبری کی ذمہ داری عطا کی گئی ہے، ان کے علاوہ کوئی دوسرا شخص اولوالامر میں شامل نہیں ہے، البتہ جو افراد ان کی طرف سے منصوب کئے جاتے ہیں اور اسلامی معاشرہ میں ان کو کوئی عہدہ دیا جاتا ہے تو معین شرائط کے ساتھ ان کی اطاعت بھی لازم ہے، البتہ اولوالامر کے عنوان سے نہیں بلکہ ان کی اطاعت اس لئے ضروری ہوتی ہے کہ وہ اولوالامر کے نائب اور نمائندے ہوتے ہیں۔

امامیہ کا موقف یہ ہے کہ اولی الامر سے مراد ائمہ اہل البیت علیہم السلام ہیں۔ خدا اور سول ﷺ کے بعد ان کی اطاعت واجب ہے۔ جیسا کہ رسول ﷺ کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے۔ کیونکہ رسول ﷺ معصوم ہیں۔ وہ جو بات کرتے ہیں وحی الہی کے مطابق کرتے ہیں۔ اسی طرح اولی الامر کی اطاعت رسول ﷺ کی اطاعت ہے، کیونکہ ان کے فرامین سے سنت نبوی ﷺ ثابت ہوتی ہے۔

امامیہ کا موقف یہ ہے کہ اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کے ساتھ ایک تیسری اطاعت بھی واجب ہے۔ یہ تیسری اطاعت رسول ﷺ کی اطاعت پر منتہی ہوتی ہے، جیسے رسول ﷺ کی اطاعت اللہ کی اطاعت پر منتہی ہوتی ہے۔ جیسا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے: **حدیثی حدیث ابی و حدیث ابی حدیث جدی و حدیث جدی حدیث الحسین و حدیث الحسین حدیث الحسن و حدیث الحسن حدیث امیرالمؤمنین و حدیث امیر المؤمنین حدیث رسول اللہ و حدیث رسول اللہ قول اللہ عز و جل**[22]۔

میری حدیث میرے پدر بزرگوار کی حدیث ہے، ان کی حدیث میرے جد بزرگوار کی حدیث ہے، ان کی حدیث حضرت حسین علیہ السلام کی حدیث ہے، ان کی حدیث حضرت حسن علیہ السلام کی حدیث ہے، ان کی حدیث امیر المومنین علیہ السلام کی حدیث ہے اور ان کی حدیث رسول خدا ﷺ کی حدیث ہے۔ رسول خدا ﷺ کی حدیث اللہ کا کلام ہے۔

دوسری روایت میں فرمایا:

"مہما اجبتک فیہ لشیء فھو عن رسول اللہ ﷺ، لسنا نقول برأینا من شیء[23]**۔**

"میں نے جو کچھ بھی تمہیں بتایا ہے وہ سب رسول خدا ﷺ کی طرف سے ہے، ہم اپنی رائے سے کچھ بھی بیان نہیں کرتے"۔

حضرت محمد باقر ﷺ سے روایت ہے:

"و لٰکنا نحدثکم باحادیث نکنزھا عن رسول اللہ ص کما یکنز ھولاء ذھبہم و فضتہم[24]**۔**

ہم تم سے رسول خدا ﷺ کی احادیث بیان کرتے ہیں جنہیں ہم اس طرح ذخیرہ کر کے رکھتے ہیں جیسے وہ سونے اور چاندی کو ذخیرہ کر کے رکھتے ہیں[25]۔

اس طویل بحث اور آراء کا تفصیلی جائزہ لینے کے بعد ہم اولوالامر کی تعیین کے سلسلے میں کسی راجح اور حتمی رائے کو سامنے رکھتے ہوئے کسی نتیجے پر پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں، اور پھر مندرجہ بالا آیت کریمہ سے تقلید کے ثبوت کا مختصر جائزہ پیش کرتے ہیں۔

خلاصہ بحث

مفسرین میں حضرت ابن عباس، حضرت مجاہد، حضرت حسن بصری رضوان اللہ اجمعین وغیرہ یہ فرماتے ہیں کہ "اولوا الأمر" سے مراد علماء وفقہاء ہیں کیوں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب ہیں اور دین وشریعت کا انتظام ان ہی کے ہاتھوں میں ہے اور مفسرین کی ایک جماعت جس میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ شامل ہیں یہ حضرات فرماتے ہیں کہ اولوالامر سے مراد حکام اور اُمراء ہیں کیونکہ ان کے ہاتھ میں نظامِ حکومت ہے، لہذا جائز امور میں ان کے احکام کی اطاعت بھی مسلمانوں کا فرض ہے، البتہ یہ اطاعت اس شرط کے ساتھ ہے کہ وہ کسی ایسی بات کا حکم دیں جو شرعاً جائز ہو، اس بات کو قرآن کریم نے دو طرح واضح فرمایا ہے، ایک تو اس طرح کے اصحاب اختیار کی اطاعت کا ذکر اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کے بعد فرمایا ہے، جس میں یہ اشارہ ہو گیا کہ حکمرانوں کی اطاعت اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کے تابع ہے۔

مزید یہ کہ تفسیر ابن کثیر اور تفسیر مظہری میں ہے کہ اولوالامر دونوں (علماء وحکام) کو شامل ہے، کیوں کہ امر و نہی کا نظام دونوں کے ساتھ وابستہ ہے۔

پس باحث اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ یہی قول زیادہ راجح اور پسندیدہ ہے۔

مندرجہ بالا آیت کریمہ سے تقلید کا ثبوت

اس آیت کریمہ میں اولوالامر کی وضاحت اور اس کی مراد کی تفصیل سابقہ سطور میں گزر چکی ہے، چونکہ اس کی تفصیل میں کچھ دیگر آراء بھی موجود ہیں جس کو بنیاد بنا کر دیگر دلائل کے ساتھ ساتھ اس آیت کریمہ کو بھی تقلید کے ثبوت کے لیے بطور ایک دلیل پیش کیا جاتا ہے۔

ہم ذیل کی سطور میں اس حوالے سے وضاحت پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ آیا کیا یہ آیت تقلید کے ثبوت کی دلیل بن سکتی ہے یا نہیں، اگرچہ تقلید کے ثبوت پر دیگر دلائل قرآن کریم میں موجود ہیں۔

علامہ رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"أن أعمال الأمراء والسلاطين موقوفة على فتاوي العلماء، والعلماء في الحقيقة أمراء الأمراء، فكان حمل لفظ أولي الأمر عليهم أولى[26]".

امراء اور حکام کے اعمال حکام کی کی توثیق اور تعمیل علماء کی رائے پر موقوف ہوتی ہے، اور علماء تو حکام کے بگی امیر ہوتے ہیں لہذا اس آیت کریمہ میں اولوالامر کو علماء پر محمول کرنا زیادہ مناسب ہے۔

نیز اس آیت کریمہ کے ذیل میں امام جصاص نے بھی دو باتوں کو راجح قرار دیا ہے جس کی تفصیل ماقبل میں گزر چکی ہے اور امام ابو بکر جصاص رازی نے ان اقوال میں تطبیق دیتے ہوئے فرمایا: دونوں مراد ہیں۔ ملکی، انتظامی امور میں حکام اور دینی امور میں علمائے کرام واجب الاطاعت ہیں۔ دینی امور میں علما کی اطاعت ہی کو اصطلاحا "تقلید" کہا جاتا ہے۔

صاحب روح المعانی بھی اس سلسلے میں رقم طراز ہیں: بے شک علماء سے مراد وہ حضرات ہیں جو احکام کا استنباط اور انہیں اخز کرتے ہیں[27]۔

لہذا مندرجہ بالا کی روشنی میں لفظ "اولی الامر" کی تفسیر مفسرین کرام نے حکام وسلاطین اور علمائے مجتہدین دونوں سے کی ہے۔ مگر یہاں علمائے مجتہدین مراد لینا زیادہ بہتر اور راجح ہے، کیونکہ حکام دنیوی، احکام دینیہ میں خود مختار نہیں ہیں۔ بلکہ وہ علمائے شریعت کے بتلائے ہوئے احکام پر عمل کرنے کے پابند ہیں۔ لہذا علمائے کرام حکام دنیاوی کے حاکم اور امیر ہوئے۔

جب یہ بات واضح ہوگئی کہ شریعت میں اولی الامر سے مجتہدین مراد ہیں، تو ان کی بھی اتباع واجب ہوئی اور اتباع وہی کرتا ہے جو متبوع کے درجے کو نہ پہنچے تو اس آیت سے صاف ثابت ہوا کہ وہ مسلمان جو خود مجتہد نہیں ہے اس کے لئے کسی مجتہد کی اطاعت اور اس کی تقلید واجب ھے۔

اب رہی یہ بات کہ مجتہد کا اجتہاد محض حسن ظن کی بنیاد پر مان لیا جائے یا اس سے دلیل طلب کی جائے۔ تو اس کا جواب خود آیت سے طلب کیا جائے، چنانچہ "اولی الامر" کو فعل اطاعت کے اعادہ کے بغیر "الرسول" پر عطف کیا گیا ھے۔ جو اشارہ ہے اس بات کی جانب کہ جس طرح رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت بغیر دلیل طلب کئے ہوئے محض حسن ظن کی بنیاد پر واجب ھے اسی طرح مجتہد کی اطاعت بھی مسائل اجتہادیہ میں حسن ظن کی بنیاد پر دلیل طلب کئے بغیر ہونی چاھئے۔ اگرچہ حسن ظن کا منشاء دونوں جگہ الگ الگ ھے۔

پہلی جگہ حسن ظن کا منشا ذات رسالت ھے جس کی اطاعت واجب قطعی ہے۔ دوسری جگہ حسن ظن کا منشاء مجتہد کا تقویٰ اور اس کا علم صحیح ہے جس کی اطاعت واجب ظنی ہے۔ اور کسی مجتہد کی ایسی اطاعت جس کی بنیاد حسن ظن ہو اسی کو تقلید کہتے ہیں۔ لہذا اس آیت سے ثبوت تقلید اظہر من الشمس ہو گیا۔

نتائج بحث

- مندرجہ بالا آیت کریمہ کا شان نزول حضرت کالد بن ولید اور حجرت عمار بن یاسر رضوان اللہ اجمعین کے واقعے کی تفصیل پر مشتمل ہے۔
- اولوالامر سے مراد علماء کرام اور امراء وحکام ہیں، کیوں کہ امر ونہی کا نظام دونوں کے ساتھ وابستہ اور انہی سے مربوط ہے، لہذا آیت کریمہ کی تشریح ان دونوں کو شامل ہے۔
- مندرجہ بالا آیت کریمہ اثبات تقلید کے دلائل میں سے ایک ہے، کئی اہل علم نے اولوالامر سے مراد علماء وفقہاء کو لیا ہے، جس سے یہ پہلو واضح ہو جاتا ہے کہ اس آیت کریمہ سے تقلید کا ثبوت ممکن ہے۔

حوالہ جات:

[1]) سورۃ النساء، آیت نمبر:59۔

[2]) صحیح مسلم ص125، ج2۔

[3]) صحیح بخاری ص1075، ج2۔

[4]) مشکوۃ المصابیح ص219۔

[5]) المحرر الوجیز، جلد2، صفحہ 71 دار الکتب العلمیہ

[6]) احکام القرآن للطبری، جلد5، صفحہ:180۔

[7]) سورۃ النساء، آیت نمبر:59۔

[8]) سورۃ الحشر، آیت نمبر:7۔

[9]) سورۃ النساء، آیت نمبر:59۔

[10]) تفسیر قرطبی: ص:260-259، ج5۔

[11]) سورۃ النحل، آیت نمبر:43۔

[12]) صحیح بخاری، حدیث نمبر:7137۔

[13]) ابو بکر الرازی، احکام القرآن: ص:177، ج3۔

[14]) سورۃ النساء، آیت نمبر 83۔

[15]) امین احسن اصلاحی، تدبر القرآن: ص:324-323، ج2۔

[16]) سورۃ النساء، آیت نمبر 83۔

[17]) ثناء اللہ، تفسیر مظہری: ص:95، ج3۔

[18]) سنن نسائی، حدیث نمبر:4211۔

[19]) سلسلہ بخاری، حدیث نمبر:7257۔

[20]) صحیح مسلم، حدیث نمبر:4801۔

[21]) مولانا مودودی۔ تفہیم القرآن: ص:324، ج:1۔

[22]) الکافی 1: 53 باب روایۃ الکتب۔ الوسائل 27 : 83 باب وجوب العمل باحادیث النبی۔

[23]) بصائر الدرجات ص:301۔

[24] بصائر الدرجات ص:299۔

[25] **الکوثر فی تفسیر القران جلد 2 صفحہ 336۔**

[26] تفسير الرازي: مفاتيح الغيب-موافق للمطبوع:10 / 117۔

[27] روح المعانی، ص،65،ج،5۔